فضائل وخواص تعوذ شریف

از تحقیق: ڈاکٹر سائرؔ واسطی شاہ جمالیؒ

فہرست مضامین

قسط اول 4

شیطانی وسوسہ سے پناہ پکڑنے کا حکم؛........ 5

قسط دوئم 7

وسوسہ کیا ہے؟........ 7

شیطان کے وسوسوں کا ذِکر احادیث سے 7

تعوذ پڑھنے کا ثبوت احادیثِ رسولِ کریم سے........ 11

تعوذ پڑھنے کی وجہ: 16

قسط سوم 18

اعوذ بمعنی التجا........ 21

بِاللّٰہِ........ 22

من الشیطٰن 23

١۔ ارضیہ سفلیہ:........ 27

٢۔ فلکیہ عالیہ:........ 27

قسط چہارم 29

اَلرَّجِیۡمِ 29

قسط پنجم........ 31

مرجوم ہونے میں دو صورتیں ہیں۔ 31

حکایت:۔ 32

قسط ششم 34

حدیث در حکایت شیطان خبیث: 34

روحانی نسخہ: 35

حکایت: 36

ا۔ عجوبہ: 36

قسط ہفتم 39

حدیث شریف:۔ 39

حکایت: 39

اعمال استعاذہ 40

قسط اول

♥ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم ۞ کو شریعت کی اصطلاح میں ''تعوذ'' یا ''استعاذہ'' کہتے ہیں۔ یہ جملہ اس ترکیب و ماہیئتِ لفظی کے اعتبار سے قرآنِ مجید کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پڑھنے کا حکم سورۃ النحل کی آیۃ مبارکہ نمبر ۹۸ سے اخذ کیا گیا ہے۔ جو یہ ہے۔

''فَاِذَا قَرَاۡتَ قُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم ۞ '' تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

♥ اور یہ حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استدلال ہے۔

♥ جبکہ امام احمد، امام ثوری، امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استدلال اضافی ہے اور وہ اس آیتِ مبارکہ سے ہے۔ جس کا سورۃ اعراف کی آیۃ نمبر ۲۰۰ میں حکم ہے۔

''وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ''

اور (اے قرآن پڑھنے والے) اگر شیطان تجھے کسی وسوسے میں ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگ لو بے شک وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

سورۃ حم السجدۃ میں بھی یہی آیت ہے صرف اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

''اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم''

- اور ان روایات سے استدلال ہے جس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس طرح پڑھنا منقول ہے۔

''اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم''۔

اس کا جواب نص سے یہ ہے کہ جب حضرت حنّہ بنت فاقوذا والدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے استعاذہ فرمایا تو اُن کے الفاظ یہ تھے۔

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝٣٦ '' آل عمران ۳۶۔

تاہم دونوں طرح پڑھنے میں حرج نہیں۔اضافہ باعثِ ثواب ہی ہے۔

- قرآن کریم کی تلاوت سے قبل ''اعوذ باللہ'' پڑھنا سنت ہے۔(خازن)

- نماز میں امام اور منفرد کو ''سبحٰنك اللّٰھم'' پڑھنے کے بعد آہستہ تعوذ پڑھنا سنت ہے۔(شامی)۔

شیطانی وسوسہ سے پناہ پکڑنے کا حکم؛

سورۃ المؤمنون آیۃ نمبر ۹۷ میں ہے

- ''وَقُلْ رب اعوذبك من همزٰت الشيٰطين ۞ واعوذ بك رب ان يحضرون ۞''۔

اور تم عرض کرو اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

ان آیات میں واضح طور پر شیطانی وسوسوں سے پناہ پکڑنے کا حکم رَبِّ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نیز سورۃ الناس میں ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ ① مَلِكِ النَّاسِ ۙ ② اِلٰهِ النَّاسِ ۙ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ ④ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۠ ⑥

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ہے، سب لوگوں کا بادشاہ ہے، سب لوگوں کا معبود ہے، اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے، وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں، جن اور انسان۔

- اس سورۃ سے بھی واضح ہوا کہ رب تعالیٰ نے شیطان کے وسوسوں سے پناہ پکڑنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ شیطان وسوسے ڈالنے والے جنوں میں سے ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔

قسط دوئم

وسوسہ کیا ہے؟

مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۱۳۳، میں ہے کہ:

''الخواطر ان کانت تدعو الی الرذائل فھی وسوسۃ وان کانت الی الفضائل فھی الھام''۔

دل میں آنے والے خیالات اگر رذیل (بُرے) کاموں کی دعوت دیں تو یہ وسوسہ ہے اور اگر اچھے کاموں کی دعوت دیں تو یہ الہام ہے۔

♥ خیال رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا الہام تو حجت و دلیل ہوتا ہے لیکن دوسرے نیک لوگوں کا الہام حجت و دلیل نہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواطر (دل میں آنے والے خیالات) باوثوق ہوتے ہیں۔ لیکن باقی لوگوں کے ایسے نہیں۔

شیطان کے وسوسوں کا ذِکر احادیث سے

اس سے پہلے جب ذِکر کیا جاچکا ہے کہ قرآن مجید سے واضح طور پر ثابت ہے کہ شیطان کے وسوسوں سے پناہ پکڑنے کا رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اب اسی مسئلہ پر احادیث مبارکہ کو پیش کیا جاتا ہے کہ شیطان انسان کو وسوسے ڈال کر بھٹکاتا ہے، گمراہ کرتا ہے، لغزش میں مبتلا کرتا ہے۔

♥ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

''ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم''

بے شک شیطان انسان میں خون کی طرح سرایت کر جاتا ہے (یعنی تمام رگوں میں جاری ہوتا ہے)۔(متفق علیہ)۔

یعنی شیطان کا مکر و فریب اور وسوسہ ڈالنا انسان میں اس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور ایسے سرایت کرتا ہے جس طرح انسان کی رگوں میں خون سرایت کرتا ہے شیطان کے وسوسہ ڈالنے کو خون کی سرایت سے تشبیہ دینے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جس طرح خون کی سرایت کو انسان نہیں محسوس کرتا ایسے ہی شیطان کے وسوسوں کو محسوس نہیں کر سکتا۔

اور دوسری وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جس طرح خون تمام رگوں اور اعضاء میں سرایت کرتا ہے اسی طرح شیطان کو بھی رب تعالیٰ کی طرف سے مہلت دی گئی ہے لہٰذا وہ انسان کو بھٹکانے میں کامل طور پر قادر ہوتا ہے اور خصوصاً نفس امارہ کے ذریعے وہ کامل طور پر تصرف کی اہلیت رکھتا ہے کیا خوب کہا یحیٰ بن معاذ نے:

''الشیطان فارغ وانت مشغول وھو یراك وانت لا تراہ وانت تنسی الشیطان وھو لا ینساك و من نفسك للشیطان علیك عون''۔

شیطان فارغ رہتا ہے اور تم مشغول ہو وہ تمھیں دیکھ رہا ہے اور تم اسے نہیں دیکھ سکتے تم شیطان کو بھول جاتے ہو اور وہ تمھیں نہیں بھولتا اور تمھارا اپنا نفس ہی تمھارے خلاف شیطان کا مدد گار ہے۔

♥ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۭ ۝ سورۃ فاطر

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ"۔ خبردار بے شک شیطان کا گروہ ہی خسارہ میں ہے۔

لیکن اس کے برخلاف یوں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"۔ خبردار اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

واضح ہو کہ شیطان وسوسہ ڈال کر اپنے گروہ میں انسان کو داخل کرتا ہے۔ اور شیطانی گروہ خسارے میں ہے۔ جب انسان "اعوذ باللہ" پڑھ کر اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے گا اپنے عجز کا اعتراف کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو جائے گا۔ جس پر شیطان کا مکر نہیں چل سکے گا۔ تو انسان کو کامیابی حاصل ہو گی

اور شیطان کا انسان میں خون کی طرح جاری ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح زندگی بھر انسان کی رگوں اور اعضاء میں خون جاری رہتا ہے جب دورانِ خون بند ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے اسی طرح شیطان بھی انسان کا زندگی بھر پیچھا کرتا رہتا ہے ہر وقت بھٹکانے کی فکر میں رہتا ہے۔ (مرقاۃ جلد اول)

♥ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ نے فرمایا:

مامنکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن و قرینہ من الملائکۃ قالوا وایاك یا رسول اللہ قال و ایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر"۔(رواہ مسلم)

تم میں سے کوئی ایک شخص بھی نہیں مگر یہ کہ اس پر اس کا ایک صاحب جنوں میں سے مسلط کر دیا جاتا ہے اور ایک صاحب فرشتوں سے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری امداد فرمائی وہ میرا مطیع ہو گیا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔

شیطانوں سے جو قرین (صاحب) مسلط کیا جاتا ہے اس کا نام ہی وسواس ہوتا ہے اور وہ ابلیس کی اولاد سے ہوتا ہے جس طرح انسان تمام بنی آدم ہیں۔

اور یہ انسانوں کو شر کا حکم دے گا۔ یعنی برے کاموں کی طرف لگانے کی کوشش میں رہے گا اور فرشتوں سے قرین (صاحب) کا نام ملہم ہوتا ہے۔ وہ انسانوں کو نیکی کی راہنمائی کرتا ہے۔ قرین مقرر کرنے میں حکمت یہ ہوتی ہے کہ عاصی کی خست (نافرمان کی ذلت) اور فرمانبردار کی شرافت واضح ہو جائے۔ واللہ اعلم۔ حدیث شریف میں استعمال لفظ "فاسلم" کو دو طرح پڑھا گیا ہے ایک میم کی پیش سے جس کا معنی یہ ہے "اسلم انا منہ" میں اس سے سلامتی میں ہوں۔ اور ایک میم کی زبر سے اس کا معنی ہے "استسلم و ذل و انقاد" وہ میرا مطیع ہو گیا مجھ سے عاجز ہو گیا۔

تعوذ پڑھنے کا ثبوت احادیثِ رسولِ کریم سے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو شخص نبی کریم ا کے پاس ایک دوسرے کو گالی دینے لگے، ان میں سے ایک شخص بہت غضب میں ہوا یہاں تک کہ خیال کیا جاتا کہ شدید غصہ سے اس کی ناک پھٹنے لگی ہے۔ تو نبی کریم ا نے فرمایا:

انی لاعلم کلمة لو قالها لذهب عنه ما يجد من الغضب فقال ماهی يا رسول الله قال يقول اللّٰهم انی اعوذبك من اشيطان الرجيم۔

کہ میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص وہ پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ تو آپ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ وہ کون سا کلمہ ہے تو آپ نے فرمایا وہ یہ پڑھے :۔ '' اللّٰهم انی اعوذبك من اشيطان الرجيم ''۔ اے اللہ بے شک مجھے تیری پناہ شیطان مردود سے۔

- اس میں فائدہ یہ ہے کہ انسان کو چونکہ معلوم ہے کہ وہ اس جہان کے مصالح (بہتر کام) اور مفاسد (بربادی والے کام) کو بہت کم ہی جانتا ہے۔ وہ تھوڑا علم اپنی عقل کی مدد سے حاصل کرتا ہے اور غضب کے وقت اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے غصہ کے حال میں جو کام کرتا ہے یا جو بات کہتا ہے وہ قانون، اعتدال سے ہٹ کر ہو گی۔ جب عقل میں غصہ خلل انداز ہو گیا اور اپنے قول و فعل پر اعتماد نہ رہا تو ضروری ہے کہ خیرات کے حصول اور آفات سے بچاؤ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہے '' اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ''۔

- دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان جب کسی دوسرے سے لڑتا ہے تو دونوں کو یقینی طور پر کوئی علم حاصل نہیں ہوتا کہ کون حق پر ہے اس لئے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے "اعوذ باللہ" پڑھے کہ اے اللہ اگر میں حق پر ہوں تو میرے خصم (مد مقابل) کو یہ توفیق عطا فرما کہ وہ میرے حق پر ہونے کا اعتراف کرے مجھے میرے حقوق دیدے اور مجھ پر کوئی ظلم نہ کرے اور اگر میرا مد مقابل حق پر ہے تو اے اللہ تعالیٰ مجھے یہ توفیق عطا فرما کہ میں اس کے حقوق کی پاسداری کر سکوں اور کسی قسم کا اس پر ظلم نہ کروں۔

- تیسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو جب غصہ آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بڑا بہادر اور قوی سمجھتا ہے۔ چاہتا ہے کہ میں اپنے مد مقابل کو اپنی گرفت میں لے لوں اس پر قہر و غضب کروں اسے چیر پھاڑ دوں۔ لیکن جب وہ یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ مالکِ کائنات مجھ سے زیادہ قوی اور قدرت کا مالک ہے میرے گناہ عیوب بار بار دیکھنے کے باوجود مجھے معاف کر رہا ہے تو اسے یقیناً یہ بھی خیال آئے گا کہ مجھے بھی اس شخص کو معاف کرنا چاہئے۔ کیونکہ مجھے تو یہ بھی یقین نہیں کہ حق پر کون ہے جب کہ رب تعالیٰ میرے حق پر نہ ہونے اور گناہ کرنے کے باوجود معاف فرما رہا ہے تو میں کیوں نہ معاف کروں۔

- حضرت معقل ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"من قال حین بصبح ثلاث مرات اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم وقرأ ثلاث آیات من آخر سورۃ الحشر و کل اللہ بہ سبعین الف ملك یصلون علیہ حتی یمسی فان مات فی ذٰلك الیوم مات شهیدا و من قولها حین یمسی كان بتلك المنزلة"۔

یعنی جس شخص نے صبح کے وقت تین مرتبہ ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ''۔پڑھااور اس کے بعد سورۃ حشر کی آخری تین آیات کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لئے دُعاء رحمت کرتے رہتے ہیں، اگر اس شخص کی اسی دن وفات ہوگئی تو اسے شہید کی وفات حاصل ہوئی۔اور اگر شام کو پڑھے گا تو صبح تک اسے یہی مرتبہ حاصل رہے گا۔

♥ حدیثِ پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ انسان جب ''اعوذ باللہ'' پڑھے گا تو اسے اپنا کامل طور پر عاجز ہونا سمجھ آئے گا اور کامل طور پر اپنی کوتاہیوں کو جان لے گا۔اور سورۃ حشر کی آخری تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات کا ذکر ہے اس لئے ان کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے کمال وجمال اور عظمت کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔انسان کو عبودیت میں کامل مقام ان دو چیزوں کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

یعنی انسان دراصل وہی انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اپنے عجز میں کامل درجہ رکھتا ہو اور یہ مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک انسان کو اپنے عاجز ہونے اور رب تعالیٰ کے بزرگ ترین ہونے کا علم حاصل نہ ہو۔

♥ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من استعاذ فی الیوم عشر مرات وکل اللہ تعالیٰ بہ ملکا یذود عنہ الشیطان ''۔یعنی جس شخص نے دن میں دس مرتبہ اعوذ باللہ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس شخص سے شیطان کو دُور رکھتا ہے۔

♥ انسان جب ''اعوذ باللہ'' پڑھے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ مجھے خود کوئی طاقت اور علم حاصل نہیں جو کچھ حاصل ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل ہے جب یہ بات اسے سمجھ آئے گی تو شیطان بھی اسے وسوسہ نہیں ڈال سکے گا، کیونکہ وہ اعتراف کر چکا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ! تیرے نیک بندوں کو میں راہ راست سے بھٹکا نہیں سکوں گا۔ اور اس شخص پر بڑے شیطان یعنی نفس امارہ کا داؤ بھی نہیں چل سکے گا۔

♥ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من نزل منزلا فقال اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق لم یضرہ شئی حتی یرتحل من ذٰلك المنزل۔ یعنی جو شخص کسی جگہ پر قیام کرے تو یہ پڑھے ''أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۞ ''تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کر جائے ۔وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ واضح ہے کہ رُوحانی شخصیات زیادہ ہیں جسمانی شخصیات سے کیونکہ آسمان پاک ارواح سے بھرے ہوئے ہیں جس طرح نبی کریم ا نے فرمایا:

''اطت السماء وحق لھا ان تئط ما فیھا موضع قدم الا وفیہ ملك قائم او قاعد''۔ یعنی آسمان چرچرایا اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے کیونکہ اس میں ایک قدم رکھنے کی جگہ بھی نہیں مگر یہ کہ اس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ کھڑا یا بیٹھا ہے یعنی عبادت کر رہا ہے۔

♥ عمرو بن شعیب اپنے باپ، دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ا نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے ڈرے تو یہ پڑھے:

اعوذ بکلمات اللہ التامة من غضبه و عقابه و شر عبادہ و من شر ھمزات الشیاطین و ان یحضرون"۔ان الفاظ کو پڑھنے سے (اس کا ڈر جاتا رہے گا) اور اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

♥ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جب بھی کوئی غلام بالغ ہوتا آپ اسے یہی کلمات سکھاتے تاکہ وہ پڑھے۔

ومن لم یبلغ کتبھا فی صك ثم علقھا فی عنقه۔اور جو بالغ نہ ہوتا تو آپ کسی کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ صحابیِ رسول اللہ کے فعلِ مبارک سے تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا ثابت ہے۔اسی پر اہل علم،اہل تقویٰ کا آج بھی عمل ہے۔

♥ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے ان الفاظ سے تعوذ پڑھتے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

اور آپ فرماتے کہ میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان الفاظ سے ہی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام کے لئے تعوذ پڑھتے۔

♥ حضرت سوید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر یہ پڑھتے ہوئے سنا"اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم"اور آپ نے کہا میں نے رسول اللہ سے"اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم"پڑھتے ہوئے سنا۔"فلا احب ان اترك ذلك ما بقیت"۔میں نہیں چاہتا کہ ان الفاظ کو پڑھنا چھوڑ دوں جب تک میں زندہ ہوں۔

♥ نبی کریم ﷺ اکثر اوقات میں تعوذ ان الفاظ سے پڑھتے تھے:

أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ غَضَبِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ

تعوذ پڑھنے کی وجہ:

والقصود من الاستعاذہ رفع شر الشیطان۔ تعوذ پڑھنے کا اصل مقصد شیطان کے شر سے بچنا ہے، شیطان کا شر وسوسہ ہوتا ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہو گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سُود کھانے والوں کے متعلق فرمایا:

لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔

قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان (آسیب) نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

یعنی جس طرح شیطان کا چھوا ہوا آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا، قیامت کے دن سود خور بھی اسی طرح ہو گا۔ اس سے واضح ہوا کہ شیطان کبھی چھو کر انسان کو نقصان پہنچاتا ہے شیطان کا یہ شر وسوسہ کے علاوہ ہے۔

♥ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۞ کا مطلب دروازے کا کھٹکھٹانا اور دخول کیلئے اذن طلب کرنا ہے۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے دروازے پر جاتا ہے تو بغیر اس کی اجازت کے داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جو شخص قرآن مجید پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو وہ اپنے حبیب کے ساتھ مناجات کرنے میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا زبان کے پاک کرنے کی طرف جو فضول کلام سے ناپاک ہو گئی ہے، محتاج

ہوتاہے اور زبان اَعُوذُ بِاللہ سے پاک کرکے تلاوتِ قرآن کریم کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے زبان پاک ہوجاتی ہے۔

قسط سوم

- جمہور علماء کے نزدیک نماز کے علاوہ تلاوتِ قرآن مجید سے پہلے تعوذ پڑھنا مستحب ہے۔امام خازن علیہ الرحمۃ نے اسے سنت لکھا ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک قرآنی حکم ''فاستعذ''اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمۃ سے یہی منقول ہے۔

امام ابنِ سیرین علیہ الرحمۃ اسقاطِ وجوب کے لئے عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ تعوذ کا پڑھنا کافی سمجھتے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ قرآنی ار اس کی فرضیت اور وجوب کے لئے نہیں بلکہ ندب و استحباب کے لئے وارد ہوا ہے۔اس کا ترک شرعاً گناہ نہیں ہے۔ بخاری، سنن اربعہ،اور مسند امام احمد میں نماز، تلاوت اور اس کے علاوہ بھی تعوذ کا معمول آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔

- بعض علماء جن میں ابنِ سیرین علیہ الرحمۃ، ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ، داؤد ظاہری علیہ الرحمۃ وغیر ہم شامل ہیں، نے متذکرہ بالا آیۃ کے ظاہر عبارت سے یہ استنباط کیا ہے کہ تعوذ کا حکم تلاوت کے بعد لئے ہے۔ یہ قول مذہبِ مختار سے مطابقت نہیں رکھتا۔ دراصل اس آیۃ کی ترکیبِ لفظی درج ذیل آیۃ کے مماثل ہے۔ جس میں نماز سے پہلے وضو کا حکم صادر ہوا ہے۔ارشادِ ربانی ہے۔

''اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ۔''(سورۃ المائدہ آیۃ نمبر ٦)

- اہلِ تصوف کا قول ہے کہ یہ کلمہ متقربین کا وسیلہ، خائفین کا اعتصام، مجربین کی مسرت گاہ اور ہالکین کی امید و مرجع اور محبین کی فرصت ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے قول ''فَاِذَا قَرَاْتَ قُرْآنَ فَاسْتَعِذْ

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ''(کہ جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو) کا اتباع ہے۔اس حکم میں تین قسم کے کلمات ہیں۔ذاتیہ۔صفاتیہ۔افعالیہ۔

♥ امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ شرورِ نفسانیہ کی کئی قسمیں ہیں جو اعتقادات میں ہیں اور اس قسم میں تمام مذاہبِ باطلہ اور بہتّر گمراہ فرقوں کے عقائد داخل ہیں۔اور بعض بدنی اعمال کے شرور ہیں۔جو دِین میں ضرر رساں ہوتے ہیں۔جیسے تکالیف کے منہیات اور بعض ایسے جو دِین میں ضرر تو نہیں دیتے، لیکن بدن کو ضرور ضرر دیتے ہیں۔جن سے امراض، آلام، آگ میں جلنا، فقیر ہونا، اندھا ہونا، ہاتھ پاؤں کا شل ہونا، اور دیگر امراض، جمیع قسم کے درد، مہلک بیماریاں اور دیگر جملہ بلائیں وغیرہ مصائب جو بے انتہاء ہیں، شامل ہیں۔اور اعوذ باللہ ان تینوں قسموں کے شرور سے پناہ مانگنے کو شامل ہے۔

لہٰذا عامل کو چاہئے کہ اعوذ باللہ پڑھتے وقت ان تینوں قسموں سے استعاذے کی نیت کرے۔اور ان مذکورہ بالا آفتوں کے جمیع اقسام ثلاثہ اور جمیع اقسام متناولہ کو دل میں لائے اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امراض کا شمار غیر ممکن ہے اور مخلوق کی قدرت کی بھی اس کے دفع کرنے کیلئے غیر مکفّی ہے تو چاہئے کہ یوں عرض کرے۔

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْقَادِرِ عَلٰی کُلِّ الْمَقْدُوْرَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْمَھَالِکِ وَالْاٰفَاتِ''۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، وہ اللہ جو تمام مقدورات پر قادر ہے، تمام خوفناک مقامات و جمیع آفات سے۔

♥ نحویوں کا قانون ہے کہ جزا شرط کے بعد ہوتی ہے اور (اس آیۃ میں) ''فاستعذ'' جزا ہے تو چاہیئے کہ تعوذ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آیۃ مبارکہ ''واذا قرات القران فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کا معنی ''اذا ارادت القرأۃ'' ہے۔ یعنی تم تلاوت کا ارادہ کرو تو پھر ''اعوذ باللہ'' پڑھو۔ (گویا آیۃ مؤدل ہے) اور یہ تاویل عام مشہور ہے۔ اس تاویل کو حقیقیہ عرفیہ کا قائم مقام کہتے ہیں۔

♥ مختار قول جمہور کا ہے وہ یہ ہے کہ اعوذ باللہ شریف کے الفاظ ''اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ'' ہیں کیونکہ باعتبار رویت کے یہی الفاظ زیادہ مناسب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:۔

''اقرانیه جبریل عن القلم عن اللوح المحفوظ''۔ یعنی مجھے جبریل علیہ السلام نے قلم اور لوح محفوظ سے اسی طرح نقل کر کے سنایا ہے۔

اگرچہ باعتبار روایت اور مامور بہ ''فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ'' کے مطابق ''استعیذ باللہ من الشیطٰن الرجیم'' ہے۔

♥ سب سے پہلے جو چیز جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے لئے لائے وہ یہی تعوذ اور تسمیہ اور آیت شریف اِقۡرَأۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ ہے۔

اعوذ بمعنی التجا

یعنی پناہ چاہتاہوں یا بمعنی استجیر یعنی امان چاہتاہوں۔ یا بمعنی استعین یعنی امداد چاہتاہوں، یا بمعنی استغیث یعنی فریاد چاہتاہوں۔ عوذ عیاذ لوذ ولیاذ اور صَوۡمٌ وصِیَامٌ کی طرح مصدر ہے۔

- ♥ اعوذ مشتق ہے عوذ سے، اس کے دو معنی ہیں:

(۱) التجاءواستجارہ (پناہ پکڑنا) (۲) التصاق (ملنا)

کہا جاتاہے۔ "اطیب اللحم عوذہ"۔ اچھا گوشت وہ ہے جو ہڈی سے ملاہوا ہے۔ پہلی صورت میں معنی ہوگا اللہ کی پناہ یعنی "التجئ الی رحمۃ اللہ و عصمتہ" میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسی کی طرف سے عصمت (بچاؤکا سہارا لیتاہوں)۔ نیز معنی مدد طلب کرنا بھی ہیں۔

دوسری صورت میں معنی ہوگا۔ "التصق نفسی بفضل اللہ و برحمتہ"۔ یعنی میں اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ملا رہاہوں۔

- ♥ تعوذ پڑھنے والے کا قول ایک قسم کی خبر ہے جو دراصل وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کررہاہے۔ گویا کہہ رہاہے۔

اَعِذۡنِیۡ یَا رَبِّ اے میرے رب! مجھے پناہ دیدے۔

اور انشاء سے خبر کی طرف عدول کرنے میں تفاؤل بالوقوع (یعنی اچھی فال کے واقع ہونے) کا فائدہ حاصل ہوا۔ گویا پناہ مانگنا واقع ہوگیا اور یہ اسی کی خبر دے رہاہے۔

♥ تفسیر کبیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے مابین ایک وعدہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے "وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ" (تم میرا وعدہ پورا کرو میں تمھارا وعدہ پورا کروں گا) میں بیان فرمایا ہے۔ پس گویا بندہ کہتا ہے اے میرے اللہ! میں باوجود نقص بشریت کے اپنا وعدہ عبودیت پورا کررہا ہوں کہ "اعوذ باللہ" یا "استغفراللہ" کا ورد کررہا ہوں۔ پس اے کریم! تیرے شایانِ شان ہے کہ اپنے عہد ربوبیت کو پورا فرمائے اور مجھے اپنی پناہ میں لے۔

بِاللّٰہِ

اہلِ حق کا مذہب ہے کہ یہ لفظ (اللہ) کسی کلمہ سے مشتق نہیں۔ کیونکہ اس کی کُنہ میں ادراک عاجز ہے۔ اسی لئے علامہ تفتازانی تفسیر کشاف کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جس طرح اس کی ذات و صفات میں وہم وادراک حیران ہیں اسی طرح اس کے نام اس لفظ "اللہ" میں بھی جو اس پر دلالت کرتا ہے کے ادراک میں حیران ہیں کہ نہ معلوم وہ اسم ہے یا صفت، مشتق ہے یا غیر مشتق، علم ہے یا غیر علم۔ واللہ اعلم

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ذات اور ادر تصور کنج کو تادر آید در تصور مثل او

یعنی اس کی ذت تصورات کے گوشوں میں نہیں آسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی مثل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

♥ استعاذہ کے تین کلمات ہیں۔

۱۔صفاتیہ ۲۔افعالیہ ۳۔ذاتیہ

حضور سرورِ عالم ﷺ نے ان تینوں کو اپنی اس دُعا میں جمع فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِرَضَاكَ مِنۡ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنۡ عُقُوۡبَتِكَ وَ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡكَ۔

یعنی اے اللہ! میں تیری رضا کی بدولت تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی بدولت تیری عقوبت سے اور تیری ذات کی بدولت تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔

- تعوذ میں اسم جلالی کو لیا گیا ہے جو جامع ہے تاکہ استعاذہ کی عبارت اپنے جمیع انواع کو شامل ہو جائے۔

من الشیطٰن

بمعنی دور ہونے والا (اللہ تعالٰی کی رحمت سے دور ہونے والا)۔

شَیۡطَان۔ شَطَنٌ سے مشتق ہے یا شَیۡطٌ سے۔ شطن کے معنی دور ہونا ہے۔ ابلیس چونکہ مقرب بارگاہِ الٰہی ہو کر اس کی رحمت سے دُور ہوا اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

شَیۡط۔ کے معنی ہلاک ہونا۔ ابلیس سرکشی کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے۔

"فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۞ "۔ تو جب تم قرآن کریم پڑھنے کا ارادہ کرو تو اللہ تعالٰی کی پناہ چاہو راندے ہوئے شیطان سے۔

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب شیطان نے اپنے مالک کی نافرمانی کی تو مالک لم یزل نے اسے اپنی رحمت سے دُور فرمایا۔ اسی نافرمانی کی وجہ سے شیطان ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اس نام سے بعد از لعنت موسوم ہوا اور نہ اس سے پہلے اس کا نام عزازیل یا نائل تھا۔

- اس میں دو قول ہیں (۱) یہ مشتق ہے ''شطن'' سے جا کا معنی ہے دوری۔ عام طور پر کہا جاتا ہے ''شطن دارک''، تمہارا گھر دُور ہے۔

اس معنی کے لحاظ پر ہر سرکش کو شیطان کہا جائے گا خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

- تعوذ میں مستعاذ منہ یعنی جس سے پناہ لی گئی ہے یعنی اس کے قبائح اور اس کے نقصانات مثلاً دھوکہ دینا، مکر و فریب کرنا، وسوسہ ڈالنا، بہکانا، ناچاقی کرانا و غیرہ وغیرہ کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ قانون ہے کہ جب مفعول کا ذکر نہ کیا جائے تو فعل عام ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی مفعول کو حذف کیا گیا ہے تاکہ شیطان کی تمام برائیوں سے پناہ کا ارادہ ہو۔

- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قران مجید کی تنظیم اعوذ باللہ ہے اور اس کی چابی بسم اللہ ہے۔

- صاحب معالم التنزیل نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھنا سُنّت ہے۔

♥ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اعوذ باللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور شیطان کے درمیان تین سو حجاب حائل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ لہٰذا شیطان اس کی طرف آنے کا راستہ نہیں پاتا۔

♥ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا انسانوں میں بھی شیطان ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ! انسانوں کو شیطان جنوں کے شیطان سے زیادہ شریر ہے۔

♥ ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مومن شخص تعوذ پڑھتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے میری پیٹھ توڑ دی، اب مجھے طاقت نہیں۔آج بھی اس زمانے میں جب کہ انسان کے عقائد و افعال درست نہیں ہیں ۔ غذا درست نہیں ہے۔ اخلاق درست نہیں ہے۔پھر بھی **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** پڑھنا اتنا ہی مؤثر ہے ، جتنا کہ سابق دَور میں تھا۔اس کلمہ کا اثر فوری ہوتا ہے، اور کبھی فیل نہیں ہوتا۔ جس شخص کو دوسروں سے تکلیف پہنچتی ہو۔یا کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو تو یہ کلمہ پڑھ کر اس کی طرف دم کر دیا کریں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ! اس کی برکت سے اُس شخص کے ضرر سے محفوظ رہیں گے۔

♥ امام غزالی علیہ الرحمۃ روضۃ الاخیار میں فرماتے ہیں کہ شیطان مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی، بچہ بھی جنتے ہیں مگر مرتے نہیں بلکہ تا نفخ صور زندہ رہیں گے۔ اور جنات مذکر بھی ہیں مؤنث بھی۔ یہ بھی بچہ جنتے ہیں مگر ان پر موت آتی ہے اور فرشتے نہ مذکر ہیں اور نہ مؤنث ، نہ بچے جنتے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں۔اس سے جنات کی حقیقت اور ان کا وجود ثابت ہوا۔اور جنات کے وجود کا سوائے فلسفیوں

کی چھوٹی سی جماعت کے بعض جاہل افراد یا بعض اطباء وامثالہا(یعنی ان جیسے اور) کے اور اور کسی نے انکار نہیں کیا۔اس سلسلے میں ایک حکایت بھی بہت مشہور ہے۔

محی السنۃ امام غزالی علیہ الرحمۃ (آپ ثقلین جن وانس کے مفتی اعظم تھے) نے ایک دن جنات سے دُنیا کے کارناموں کے متعلق پوچھا۔انہوں نے عرض کی کہ زمخشری ایک کتاب تفسیر کی لکھ رہا ہے۔جو کہ اب تک نصف حصہ تحریر کر چکا ہے۔آپ نے فرمایا وہی تحریر کردہ کتاب (تفسیر) لے آؤ۔وہ لے آئے۔آپ نے اس کو نقل کر کے واپس کر دیا۔ایک روز زمخشری کو امام غزالی علیہ الرحمۃ کے حضور میں حاضری کا شرف ملا تو آپ نے وہی تفسیر زمخشری کو دکھائی۔زمخشری دیکھ کر متعجب ہوا اور عرض کی کہ اگر کہوں کہ یہ وہی تفسیر ہے ت تو پھر یہاں کیسے آئی؟اگر کہوں کسی دوسرے کی ہے تو عقل نہیں مانتی کیونکہ اس کے الفاظ ومعانی اور وضع وترتیب بعینہٖ میری کتاب جیسی ہے،تو دو مصنفوں کا ایک ہی طرح کے الفاظ ومعانی،وضع وترتیب پر غائبانہ متفق ہو جانا محال ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ کتاب تیری تفسیر کی نقل ہے۔ہم کو جنات کے ذریعے پہنچی ہے۔زمخشری قبل ازیں جنات کے وجود کے قائل نہیں تھے۔اس حیرت انگیز کرشمہ کو دیکھ کر اسی وقت جنات کے وجود کے قائل ہو گئے۔اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جنات کو علم غیب حاصل ہے۔

مولا عزوجل فرماتا ہے:۔"تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَالَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ"۔یعنی جب حضرت سلیمان علیہ السلام زمین پر آئے جنات کی حقیقت کھل گئی۔(یعنی وہ غیب نہیں جانتے)اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری (مزدوری) کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔

♥ پھر ان کی حقیقت ان لوگوں کے نزدیک (جو جنات کو مجردات نہیں مانتے یہ ہے) جنات ہوائی اجسام ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ناری اجسام ہیں۔ یہ مختلف شکلوں میں متشکل ہونے پر قادر ہیں۔ مثلاً بچھو، سانپ، کتے، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے اور انسان کی شکل اختیار کرنا بھی ان کے اختیار میں ہے۔ ان میں عقل بھی ہے، اور فہم بھی اور بہت بڑے بڑے کام کر لیتے ہیں، جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں تیار کرتے تھے، اور وہ لوگ جو ان کے مجردات کے قائل ہیں تو وہ ان کی دو اقسام مانتے ہیں۔

ا۔ ارضیہ سفلیہ ۲۔ فلکیہ عالیہ

ا۔ ارضیہ سفلیہ:

یہ اس لئے کہ مجردات یعنی وہ مجردات جو نہ متحیّز ہیں اور کسی متحیّز میں حلول کرنے والے ہیں۔

۲۔ فلکیہ عالیہ:

ان میں بعض وہ عالی ہیں جو اجسام کی تدبیر سے مقدس ہیں اور وہ ملائکہ مقربین ہیں جنہیں مائین حضرات عقول سے تعبیر کرتے ہیں اور اشراقین صاحبان ان کا انوار عالیہ قاہرہ نام رکھتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو جسم کی تدبیر سے تعلق رکھتے ہیں ان کو مشائین نفوس سماویہ اور اشراقین انوارِ مدبّرہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان سب سے برگزیدہ حاملین عرش ہیں جو اس وقت چار ہیں اور قیامت میں آٹھ ہو جائیں گے ان کے بعد وہ جو کہ عرش کے ارد گرد کھڑے ہیں۔ پھر کرسی والوں کا

درجہ، پھر ساتوں آسمان والوں کا، اسی طرح درجہ بدرجہ آسمانوں کے ملائکہ کا، مثلاً آسمانوں کے ملائکہ میں سب سے اہم درجہ ساتویں آسمان والوں کا اسی طرح اوّل تک۔ پھر کرّۂ اثیر اور اس ہوا والوں کا جو نسیم کی طبع رکھتی ہے۔ پھر کرّۂ زمہریر والوں کا، پھر پہاڑ والوں کا، پھر ارواحِ سفلیہ والوں کا، جو نباتات اور حیوانات کے اجسام میں تصرف کرنے والے ہیں اور یہی پچھلے بعض تو نورانی شکل کے ہوتے ہیں اور نہایت درجہ کے صالح ہوتے ہیں جن کو جنات صالحین کہا جاتا ہے۔ اور بعض کالے رنگ اور شریر قسم کے ہوتے ہیں اور شیطان اسی پچھلی قسم سے ہیں۔ (کذا فی التفسیر الفاتحہ للفناری) ظاہر یہ ہے کہ لفظ شیطان سے ابلیس اور اس کے خدام مراد ہیں۔

قسط چہارم

♥ جو بھی متکبر اور سرکش ہو، جو ذِکرالٰہی سے روکے، وہ شیطان ہے، خواہ وہ جن ہو یا انسان۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔(اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین)۔

"فجعل من الانسان شیاطین" انسانوں میں سے شیطان بنائے گئے ہیں یعنی سیدھی راہ سے دُور، انبیائے کرام علیہم السلام کے دُشمن خواہ انسانی شکل میں نظر آئیں وہ در حقیقت شیطان ہی ہیں۔

اَلرَّجِیْمِ

بمعنی فرشتوں کے ہٹانے سے آسمانوں سے زمین کی طرف پھینکا ہوا، اور آسمانوں کی چنگاریوں کا مارا ہوا۔ جب کہ وہ آسمان کی جانب جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ یہ شیطان کی بہت بڑی مذموم صفت ہے۔ قرآنِ پاک میں شیطان کے اسماء بہت منحوس قسم کے گنے گئے ہیں اور اس کی صفتیں بہت مذموم طرز کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور یہ لفظ رجیم اس کی تمام برائیوں کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ جتنی عقوبات اس پر عائد ہوتی ہیں یہ لفظ ان سب کا جامع ہے۔ اسی لئے ابتداء میں اس کے اسماء صفات میں اسی لفظ "الرجیم" کو اختیار کیا گیا ہے۔

♥ اس کا معنی ہے ، **مَرْجُوْمٌ**، یعنی فعیل بمعنی مفعول ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے ''کف خضیب ای مخضوب''، رنگی ہوئی ہتھیلی۔اسی طرح کہا جاتا ہے ''رجل لعین ای ملعون''،یعنی لعنت کیا ہوا شخص۔

رجیم۔ مرجوم کے معنی میں ہے۔رجم کے معنی نکالنے کے ہیں۔ شیطان چونکہ پہلے فرشتوں میں شامل تھا۔ تکبر ونافرمانی کی وجہ سے رجیم ہوا، نکالا گیا۔ حکم ہوا۔

''**فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ**''۔توقدسیوں کی جماعت سے نکل جا بے شک تو مردود ہے۔ تجھ پر میری لعنت قیامت تک کے لئے ہے۔

عرض کرنے لگا اے پروردگار مجھے ایک وقت معلوم تک مہلت دے یعنی قیامت تک زندگی دے پروردگار نے مہلت دی۔

تو اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم تیرے بندوں کو اغوا کروں گا اور ان کو سیدھی راہ سے بھٹکادوں گا اور ان کی برائیوں کو ان کی نظروں میں اچھا کرکے دکھاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا۔

قسط پنجم

- ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام میں مقابلہ ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کامیاب ہو گئے۔ اور فرشتوں پر فضیلت علمی ظاہر ہوئی اور فرشتوں نے بھی تسلیم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا تمام فرشتے سجدے میں جھک گئے سوائے ابلیس کے جس نے نافرمانی کی اور تکبر کیا بس اس وجہ سے وہ کافروں میں سے ہو گیا تھا۔

مرجوم ہونے میں دو صورتیں ہیں۔

(۱) مرجوم ہونے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت کی گئی ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ'' یہاں (جنت) سے نکل جا بے شک تو مردود ہے اسی معنی میں یعنی لعن طعن کرنے میں یہ ارشادات گرامیہ بھی استعمال ہیں۔

''لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ''۔ '' لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ''۔
''لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ''۔

(۲) شیطان کو اس لئے مرجوم کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اسے گرزوں سے ہانک کر آسمانوں سے نکال دیتے ہیں اس معنی کے لحاظ پر بھی ہر سرکش شریر پر رجیم کا اطلاق ہو گا کہ اسے ہاتھوں اور آلات سے بھگایا جاتا ہے، رجیم کا معنی جب اردو میں مردود کیا جائے گا تو ان دونوں معنون کو شامل ہو گا۔

- استعاذہ میں فقط زبانی جمع خرچ نہ ہونا چاہیئے، بلکہ اس وقت حضور قلب کا ہونا نہایت ضروری ہے اور قول حال و فعل کے بالکل مطابق ہو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو کہہ رہا ہو "اعوذ باللہ" مگر حال و فعل کا ورد "اعوذ بالشیطان" ہو۔ (معاذاللہ)

- عارف کا استعاذہ رویتِ غیر اللہ اور حجاب کثرت سے پناہ مانگنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان عارف کے نور سے دُور بھاگتا ہے۔ چنانچہ درج ذیل حکایت سے اس کی عکاسی ہوتی ہے۔

حکایت:۔

حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابلیس کو خواب میں دیکھا تو اسے اپنے عصا سے مارنے کا ارادہ فرمایا شیطان نے عرض کی۔ اے ابو سعید! میں عصا کی مار سے نہیں ڈرتا۔ ہاں آفتابِ معرفت کی شعاع سے ضرور کانپ جاتا ہوں۔ یعنی وہ آفتابِ معرفت جو قلب مبارک کے نورانی آسمان سے طلوع ہوتا ہے۔

- شیطان سے پناہ مانگنا غیرہ اللہ سے ڈرنا نہیں ہے اور نہ ہی عبودیت کے خلاف ہے۔ بلکہ دشمن کو دشمن سمجھنا بھی محبت کی نشانی اور غیر اللہ سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا بھی عبودیت کی علامت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اطاعت کے لئے تیار ہونا یونہی نصیب ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہے اس سے ڈرنا اپنی عاجزی کا اظہار کرنا ہے جیسا کہ منقول ہے۔

"اخاف من اللہ" اللہ سے ڈرتا ہوں یعنی اس کے عذاب سے۔

♥ اور منقول ہے "اخاف ممن لا یخاف اللہ"۔ اس سے ڈرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ یعنی اُن بُرے افعال سے، جو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سرزد کرتا ہے۔

♥ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آدمی را دشمن پنہاں بسیست آدمی باحذر عاقل کسیست

یعنی آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں۔ سمجھدار آدمی وہ ہے جو دشمن سے ڈرتا ہو۔

♥ تفسیر کبیر میں ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مخلوق سے اعراض اور خالق کی طرف رجوع کرنا ہے اور حاجت کامل (جو نفس کو درپیش ہوتی ہے) سے روگردانی کر کے غنائے تام حق کے ساتھ جمیع خیرات کے حصول کی طرف راغب ہونا اور اسی کی بدولت تمام بلیات کو دفع کرنا ہے۔ یہی راز ہے۔ "ففروا الی اللہ" (پس اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو) میں اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب بجز عجز کے حاصل نہیں ہوتا اور عجز سالک کا انتہائی مقام ہے۔

♥ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حقیقی طور پر پناہ مانگی، یعنی حضور قلب کے ساتھ، تو اللہ تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے لٹکا دیتا ہے۔ ہر پردہ کے مابین زمین آسمان کے درمیان جتنی مسافت ہوتی ہے۔

قسط ششم

حدیث در حکایت شیطان خبیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ مسجد شریف سے باہر نکلے تو وہاں ابلیس لعین کھڑا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے کم بخت! کیا چیز تجھے مسجد کے قریب لائی ہے؟

اس نے عرض کی: حضور! مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاں کیوں بھیجا؟ شیطان نے عرض کی حضور! تاکہ آپ مجھ سے حسبِ منشاء کچھ پوچھیں۔

فرمایا کہ اے لعین! میری امت کو نماز باجماعت سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کی: حضور! جس وقت آپ کا کوئی امتی نماز باجماعت کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو مجھے تپ محرقہ گھیر لیتا ہے۔ جب تک وہ واپس نہیں ہوتا میں اس مرض میں مبتلا رہتا ہوں۔

پھر آپ نے پوچھا کہ تو ان کو علم و دُعا سے کیوں روکتا ہے؟ اس نے عرض کی: اس لئے کہ ان کی دُعا سے میں اندھا اور بہرا ہو جاتا ہوں۔ مجھے اس وقت شفاء ہوتی ہے جب وہ فراغت پاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! ان کو قرآن پڑھنے سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کی: قرأت سے میں قلعی کی طرح (آگ میں) پگھلتا رہتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا! ان کو جہاد سے کیوں روکتا ہے جب کہ وہ جہاد کے لئے نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

عرض کی: جب وہ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو اس وقت میرے قدموں میں زنجیر ڈالے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ واپس لوٹیں، اسی طرح جب وہ حج کو جاتے ہیں تو ان کی واپسی تک میرے گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ڈالے جاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ صدقہ کا ارادہ کرتے ہیں تو میرے سر پر کلہاڑے چلتے ہیں جو مجھے ایسے کاٹتے ہیں جیسے لکڑیوں کو کاٹا جاتا ہے۔

روحانی نسخہ:

شیطان بنی آدم کی طبیعتوں پر کھانے پینے کی وجہ سے مسلط کیا گیا۔ جب بنی آدم کھانے پینے کو خیر باد کہہ دے تو پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کی بیخ کنی ہو گی۔ بعد ازاں شیطان کی مداخلت (یعنی گمراہ کرنا) بھی نہ ہو۔

نفس کی اصلاح کا سبب یہی پانچ نمازیں ہیں کہ کیونکہ ان کی فرصت بھی اصلاح نفس کے لئے ہے اس لئے کہ نماز میں تین طرح کی عاجزی ہے۔

۱۔ بہت بڑے بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔

۲۔ رکوع کر کے عاجزی ظاہر کرنا۔

۳۔ سجدہ کر کے اظہار عجز کرنا اور نفس بھی خشوع و خضوع اور عاجزی سے اصلاح پذیر ہوتا ہے۔

حکایت:

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جب سیّد نانوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کشتی سے (بعد از طوفان) باہر آئے تو ابلیس ملعون حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا: اے بدبخت ! یہ بتا کہ بنی آدم کے کون سے عادات تجھے اور تیرے لشکر کو گمراہ اور ہلاک کرنے میں معاونت کرتے ہیں؟ ابلیس ملعون نے جواب دیا کہ جب ہم بنی آدم کو کنجوس، بخیل، بدخواہ، سرکش اور جلد باز پاتے ہیں تو ہم گٹھڑی کی طرح اسے جھپٹ لیتے ہیں جب کسی انسان میں یہ تمام مذکورہ عادات جمع ہوتی ہیں تو اہم اس کا شیطان مرید (سرکش) نام رکھتے ہیں۔

۱۔ عجوبہ:

حدیث شریف میں ہے کہ ابلیس لعین کے سامنے ہر روز دُنیا پیش ہوتی ہے۔ پھر یہ کم بخت اعلان کرتا ہوا کہتا ہے۔ کہ کوئی ہے جو مجھ سے وہ چیز خریدے جس میں اس کا نقصان اور پریشانی ہو۔ تو دُنیادار لوگ یہ منادی سن کر کہتے ہیں کہ اس کے خریدار ہم ہیں۔ شیطان انہیں سمجھاتا ہوا کہتا ہے : بھائیو! اتنی جلدی نہ کرو، ذرا سوچ لو، یہ بڑی عیب دار تجارت ہے۔ دُنیادار کہتے ہیں کہ کوئی بات نہیں ہم اسے ضرور خریدیں گے۔ شیطان کہتا ہے کہ اس کا ثمن نہ دراہم ہیں نہ دنانیر بلکہ اس کا ثمن تمھارا وہ نیک نصیبہ ہے جو تمھیں بہشت سے عطا ہو گا۔ میں تم سے تمھارے نصیبہ کو چار چیزیں دے کر خریدتا ہوں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ ۲۔ اس کا غضب۔ ۳۔ اس کا عذاب۔ ۴۔ اس کی دوستی کا انقطاع۔

یہ اشیاء دے کر میں تم سے بہشت خریدوں گا دُنیادار سن کر کہتے ہیں۔ بسر و چشم۔ یعنی ہیں یہ سودا منافع میں ہے۔ پھر شیطان کہتا ہے کہ میری خواہش ہے کہ مجھے ثمن کچھ بڑھادو (کیونکہ مجھے تجارت میں نقصان معلوم ہوتا ہے) وہ س طرح کہ اپنے قلوب پر ان اشیاء کا ایسا گھر نہ بناؤ اور پکا ارادہ کرلو کہ تم اس سے ہر گزنہ ہٹو گے۔ دُنیادار کہتے ہیں ہم پہلے ہی عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ یہ کہہ کر دُنیادار دُنیا لے لیتے ہیں۔ شیطان ہنس کر کہتا ہے:

"بِئْسَتِ التِّجَارَۃ" (یہ بہت بُری تجارت ہے)

- حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مجو درستی عہد از جہاں سست نہاد

کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد ست

یعنی اس جہان کمزور طبیعت سے وفا کی امید نہ رکھیو اس لئے کہ اس بڑھیا نامراد کے ہزاروں داماد ہیں۔

- شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

بر مرد ہشیار دنیا خسیست کہ ہر مدتے جائے دیگر کسیست

منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست

کہ مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست

نہ لائق بود عشق بادلبرے چو ہر بامدادش بود شوہرے

یعنی ہوشیار مرد کے نزدیک دُنیا کوئی شئے نہیں کیونکہ ہر آن اس کی جگہ بدلتی رہتی ہے۔اس محبوب سے دل لگانا اچھا نہیں جو ہر صبح نیا شوہر اپنائے

قسط ہفتم

حدیث شریف :۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے شیطان کے وسوسہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: چور اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں کوئی شئے نہ ہو۔ یہ وسوسہ تو ایمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

- ♥ فرمانِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم:

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری نماز اور کتاب کی طرح نماز میں فرق صرف وسوسہ کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ شیطان کفار کے عمل سے تو فارغ ہو چکا ہے۔ کفار کا ہر فعل اس کی مرضی کے موافق ہوتا ہے۔ اور مومن چونکہ اس کی مخالفت اور اس کے ساتھ مجادلہ کرتے ہیں تو وہ بھی ان سے مقابلہ کرتا ہے۔ یعنی ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال کر ان کی مخالفت کرتا ہے۔

حکایت:

ایک شخص خراسان سے عراق جاتا رہتا تھا اور ہر ایک دفعہ ایک مولوی صاحب کی خدمت میں حاضری دیتا تھا۔ مولوی صاحب نے اسے رفتہ رفتہ علم و حکمت کی چار ہزار احادیث یاد کرا دیں۔ واپس وطن جانے کیلئے اپنے استاد سے اجازت طلب کی۔ استاد صاحب نے فرمایا: میں تجھے ایک ایسا کلمہ نہ سکھادوں جو ان احادیث سے بھی زیادہ مفید ہو؟ عرض کیا: جی ہاں، ضرور سکھایئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا: تمھارے خراسان میں شیطان بھی ہے؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: کیا وسوسہ بھی ڈالتا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تو پھر تم اس کے دفعیہ کیلئے کیا کرتے ہو؟ عرض

کیا: اسے ہٹاتے ہیں۔ فرمایا: اگر پھر وسوسہ ڈالے تو؟ عرض کیا: پھر اسے دفع کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا: جب یہ خدا کا دشمن تمھیں تکلیف دے اور عبادت سے روکے تو تم اس کے وسوسے کے روکنے کے درپے نہ ہو بلکہ ایسے ہو جاؤ جیسے چرواہے کے کتے کے ساتھ کوئی اجنبی آدمی ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ شیطان منجملہ کتوں کے ایک کتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر و مکر سے بچائے۔ آمین۔

- حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس مقام پر آیۃ الکرسی پڑھی جائے وہاں شیطان اور چور کو دخل نہیں۔

- شیطان سے بچنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کا کثرت سے ذکر کیا جائے، کیونکہ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ عرش کے خزانوں میں سے نازل ہوئی ہے ظاہر ہے کہ جس کے پاس عرش کی امداد ہو وہاں شیطان کو کیا دخل ہو سکتا ہے۔

اعمال استعاذہ

- استعاذہ کے سلسلہ میں چند خاص اعمال کا بیان کیا جاتا ہے۔ مزید تفسیر و تشریح اور اعمال انشاء اللہ تعالیٰ! آئندہ بیان کئے جاتے رہیں گے۔

- اگر جنات یا آسیب کا سامنا ہو جائے تو تعوذ پڑھیں۔ فوراً ہمہ قسم خبیث ارواحِ بد دفع ہونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

- آسیب زدہ کے کان میں تعوذ پڑھ کر دم کریں۔ تو آسیب دفع ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

- کسی ویران سنسان مقام سے گزرتے ہوئے خوف معلوم ہو تو تعوذ پڑھیں۔ فوراً تسکینِ قلب حاصل ہو گی۔

- نظر بد کے دفعیہ کیلئے تعوذ پڑھ کر دم کریں۔ نظر کا اثر جاتا رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

- خاتمہ بندشِ دوکان، کاروبار وغیرہ:

۳۱۳ مرتبہ تعوذ شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے دوکان مکان یا دفتر میں تین یا سات دن مسلسل ڈالیں۔ اور ایک نقش ذوالکتابۃ زعفران سے لکھ کر دوکان، مکان یا دفتر میں مناسب جگہ پر آویزاں کریں۔ اور اگر خود پر بھی بندش ہو تو یہی پانی خود بھی استعمال کریں اور ایک نقش اپنے گلے میں بھی ڈال لیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہر قسم کی بندش سے نجات حاصل ہو گی۔

- خاتمہ بندشِ نکاح:

- ۳۱۳ مرتبہ تعوذ شریف پڑھ کر معقود (جس پر بندش ہو) پر ۲۱ دن مسلسل دم کریں یا پانی پر دم کر کے معقود کو پلایا جائے
- اور ذوالکتابۃ نقش دو عدد لکھ کر ایک کو معقود کے گلے میں ڈالیں دوسرے کو گھر میں مناسب جگہ آیزاں کریں۔
- اور اگر وہ شخص خود پڑھ سکے تو ۳۱۳ مرتبہ روزانہ تعوذ شریف کوئی وقت مقرر کر کے ورد کرنا شروع کر دے۔ اور پڑھائی کے بعد سینہ پر دم کر لیا کرے۔

- اور ۲۱، عدد نقوش عددی لکھ کر دیئے جائیں، جن سے معقود روزانہ غسل کرے۔

☆ نقش ذوالکتابۃ یہ ہے۔

۷۸۶

اَعُوذُ بِاللهِ	مِنَ	الشَّیطٰنِ	الرَّجِیمِ
۴۰۱	۲۸۳	۸۴۵	۸۹
۲۸۲	۳۹۸	۹۲	۸۴۶
۹۱	۸۴۷	۲۸۱	۳۹۹

☆ عددی نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۳۹۷	۴۱۰	۴۰۷	۴۰۴
۴۰۸	۴۰۳	۳۹۸	۴۰۹
۴۰۲	۴۰۵	۴۱۲	۳۹۹
۴۱۱	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۶

✓ غسل کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑے پانی میں نقش حل کرلے۔ پھر تازہ پانی سے غسل کر کے آخر میں نقش والا پانی جسم پر بہالے۔ (اس عمل میں اگر پانی کنوئیں یا دریا کا استعمال کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے، دریا کا پانی خود بھی قاطع سحر ہے۔

✓ اس اور اس جیسے دیگر اعمال میں بزرگوں نے عددی نقوش کو حل کر کے غسل وغیرہ کرنا تجویز کیا ہے اس میں علماء کی رائے یہی ہے لیکن یہ فقیر اس سے اجتناب کا مشورہ دے گا کیونکہ عددی نقش بھی نسبت رکھتا ہے۔ اور اسی نسبت کی بناء پر اس نقش کا احترام کیا جانا ضروری ہے اور بہتر ہے کہ

اس مقصد کیلئے بجائے غسل کے چہرہ ہاتھ منہ سر وغیرہ پر یہ پانی بہالیا جائے تو ٹھیک ہے لیکن پانی نالی میں نہ جائے بلکہ کچی جگہ پر منہ دھولیں تو بھی مناسب ہے اس سے بھی مقصد پورا ہو جاتا ہے)

- ✓ اگر غسل نہ کر سکتا ہو تو روزانہ سر، چہرہ اور سینہ پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔ یا منہ دھلایا جائے۔ یا وضو کرایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ! نصیب کھل جائے گا۔

♥ برائے مسحور:

- مسحور، سحر زدہ (جس پر جادو کیا گیا ہو) پر بھی اسی طرح عمل کیا جائے البتہ عددی نقش کی دھونی مسحور کو روزانہ دی جائے۔ اور گھر میں بھی دھونی دی جائے۔ باذن اللہ تعالیٰ! سحر وجادو ختم ہو گا، اور مکمل شفا ہو گی۔

♥ برائے مجنون وآسیب زدہ:

- مجنون اور آسیب زدہ جس پر کسی قسم کا سایہ جنات وغیرہ ہو اس پر بھی اسی طرح عمل کیا جائے البتہ عددی نقش کی دھونی روزانہ دی جائے باذن اللہ تعالیٰ! آسیب دفع ہو گا، اور مکمل شفا ہو گی۔ تیل پر دم کر کے سر پیں مالش بھی کرائی جائے۔

♥ پیچیدہ لاعلاج مرض جو سمجھ میں نہ آئے:

- ایسے پیچیدہ لاعلاج امراض جو سمجھ میں نہ آئیں یا جن کا علاج سمجھ میں نہ آرہا ہو تو ان امراض سے شفاء کیلئے روزانہ صبح شام ۷۰۔۷۰۔ مرتبہ تعوذ شریف مریض خود پڑھے۔ یا ۳۱۳ مرتبہ پانی پر یا ادویہ پر دم کر کے استعمال کرائیں۔ اور تیل پر ۳۱۳ مرتبہ دم کر کے روزآنہ

اس کی مالش کرائی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ! شفاء ہو گی۔ عمل کو تا حصول صحت جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ۲۱ یوم میں کامل شفاء حاصل ہو گی۔

مزید تفسیر، تشریح و اعمالِ خاص انشاء اللہ تعالیٰ ! تجلیات میں آئندہ بھی پیش ہوتے رہیں گے۔

وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

)دُعاگو فقیر سائرؔ واسطی شاہ جمالی غفرلہٗ(

تجلیات